اختلاف قراءت قرآنیہ اور مستشرقین*
آرتھر جیفری کا خصوصی مطالعہ

محمد اکرم چودھری

آرتھر جیفری ایک آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق ہے۔ اس نے قرآن حکیم کے دیگر مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کی مختلف قرأتوں پر بھی کام کیا ہے۔ آرتھر جیفری کے علمی کاموں میں نمایاں ترین کام *Materials for the History of the Text of the Quran* ہے جو ای جے برل (E.J.Brill) نے لائیڈن سے ۱۹۳۷ء میں جاری [شائع] کیا۔ یہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد سلیمان السجستانی (م: ۳۱۶ھ) کی ''کتاب المصاحف'' کے ساتھ پیش کیا گیا، جس کو آرتھر جیفری نے مدون کیا۔ آرتھر جیفری نے اختلاف قرأت قرآنیہ کے موضوع کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کے دیگر پہلوؤں مثلاً قرآن میں استعمال ہونے والے غیر عربی الفاظ، تدوین قرآن اور قرآن کے یہودی و عیسائی ماخذ جیسے موضوعات پر خامہ فرسائی کی۔ اس نے چند منتخب قرآنی سورتوں کے تراجم بھی کیے جس میں اس نے ان سورتوں کی ترتیب نو کو متعارف کرایا تا کہ وہ ''بزعم خود'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ کی فکر میں ارتقاء کو ثابت کر سکے[1]۔

دراصل آرتھر جیفری مستشرقین کے اس طبقہ ثانی سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے نوآبادیاتی دور کے بعد زبان و بیان کے اسرار و رموز اور لسانیاتی مباحث کو اپنا موضوع تحقیق بنایا اور انہیں اپنے پیش رو مستشرقین کی طرح افریقہ اور ایشیاء کے مسلم علاقوں میں نوآبادیاتی آقاؤں کے مشیر بننے کا موقع نہ مل سکا۔ قرآن حکیم کو مطالعہ کا میدان بناتے ہوئے جیفری کو اچھی طرح معلوم تھا کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن

---

* Orientalism on Variant Reading of the Quran: The Case of Arthur Jaffery", *The American Journal of Islamic Social Science* ایسوی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹ کے تحقیقی مجلہ کے شمارہ بارہ ۱۹۹۵ء میں طبع ہوا تھا۔

حکیم کا حقیقی مقام و مرتبہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

''عیسائیت بائبل کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام قرآن کے بغیر قطعی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا''[۲]۔ غالباً اسلامی نظام حیات کے لیے قرآن حکیم کی اسی اہمیت نے جیفری کو اپنی زندگی اس کے مطالعہ و تحقیق میں کھپانے پر آمادہ کیا تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ ''قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے اور اس کے حرف آغاز سے حرف آخر تک قرآن پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر صاف طور پر جھلکتی ہے''[۳]۔ جیفری نے منتخب قرآنی سورتوں کا خود ساختہ نئی ترتیب نزولی کے مطابق ترجمہ کیا اور اس نے اپنے فہم کے مطابق تقریباً چھ ہزار ایسے مقامات کی نشان دہی کی جو کہ مصحف عثمانی سے مختلف تھے۔ اس نے قرأت کے یہ سارے اختلاف، لغت، ادب اور قراءت کی کتابوں سے جمع کیے۔ اس کام کے لیے ابن ابو داؤد کی کتاب ''کتاب المصاحف'' اس کا بنیادی ماخذ رہی۔

جیفری نے کئی سالوں تک قرآن حکیم کی متعدد قرأتوں کے بارے میں مواد اکٹھا کیا۔ پھر قرآن حکیم کا تنقیدی نسخہ تیار کرنے کے لیے ۱۹۲۶ء میں پروفیسر برجسٹراسر (Bergstrasser) جس نے میونخ میں قرآن محل (Quranic Archive) بنایا ہوا تھا، کے ساتھ اشتراک کیا۔ برجسٹراسر ۱۹۳۳ء میں راہی ملک عدم ہوا تو جیفری نے قرآن محل کے نئے ڈائریکٹر اور پروفیسر برجسٹراسر کے جانشین ڈاکٹر اوٹو پریتسل (Oto Pretzl) کے ساتھ اشتراک عمل جاری رکھا۔ بدقسمتی سے پریتسل دوسری جنگ عظیم (۴۵ - ۱۹۳۹ء) کے دوران سباسٹوپل (Sebastopal) کے باہر ہلاک ہو گیا۔ اور اتحادی فوجوں کی بمباری سے سارا قرآن محل جل کر خاکستر ہو گیا اور عمارت بھی تباہ و برباد ہو گئی۔ اس طرح قرآن حکیم کے تنقیدی ایڈیشن کو روبعمل لانے کا عظیم منصوبہ شرمندہ تکمیل نہ ہو سکا۔ اس ناکامی پر جیفری اپنی تکلیف اور ذہنی اذیت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: ''اب یہ امر تقریباً ناممکن ہے کہ ہماری نسل قرآنی متن کا حقیقی تنقیدی نسخہ دیکھ سکے''[۴]۔

دراصل جیفری قرآن کے تنقیدی نسخے کو اس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا کہ ایک صفحے پر کوفی خط میں متن قرآن ہو اس کے سامنے دوسرے صفحے پر تصحیح و تنقیح شدہ حصہ ہو اور حواشی (footnotes) میں قرآن حکیم کی تمام معلوم مختلف قرأتوں کو بیان کر دیا جائے[۵]۔ جیفری اپنی اس خواہش کے مطابق مکمل قرآنی نسخہ

لانے میں تو کامیاب نہ ہوسکا، مگر مصحف عثمانی کے مقابل ٦ دیگر نسخہ جات کو ڈھونڈ نکالنے میں اس نے بڑی تگ و دو سے کام لیا۔ اور اسلامی علوم کے ورثہ میں سے مختلف قرأتوں کی بنا پر ١٥ ''بنیادی'' اور ١٣ ''ثانوی نسخہ جات'' کو پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے ١٥ بنیادی نسخہ جات کو حضرات عبداللہ بن مسعود، ابی ان کعب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، ابوموسیٰ اشعری، انس بن مالک، حفصہ، عمر بن خطاب، زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، ابن عمر، عائشہ، سالم، ام سلمہ، عبید بن عمیر رضوان اللہ اجمعین کی جانب منسوب کیا۔ اور بعض ثانوی نسخہ جات کو بھی چند تابعین کی جانب منسوب کیا۔ جن میں سے کچھ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں ابوالاسود، علقمہ، سعید بن جبیر، طلحہ، عکرمہ، مجاہد، عطا بن ابی رباح، الاعمش، جعفر صادق، صالح بن کیسان اور الحارث بن صویب رحمہم اللہ۔ ان کے ساتھ ساتھ جیفری نے مختلف قرأتوں پر مشتمل دیگر نسخہ جات کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر ان کے حاملین کے نام کا ذکر نہیں کیا۔

یہاں یہ حقیقت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے جس کے نام سے بھی جیفری نے کوئی نسخہ منسوب کیا ہے ان میں سے کسی کے پاس بھی وہ نسخہ تحریری شکل میں موجود نہ تھا اور نہ ان میں سے کوئی اس نسخے کو قرآن حکیم کے مقابلے میں اپنے پاس رکھنے کا دعویدار تھا۔ مگر جیفری نے مصحف عثمانی میں موجود قرأت سے کسی ایک مقام پر یا چند مقامات پر اختلاف کی بنا پر مندرجہ بالا اصحاب کے ان ''نسخہ جات'' کو 'متقابل قرآن' بنا دیا۔ قطع نظر اس کے کہ اختلاف کرنے والوں نے مصحف عثمانی کے نافذ و رائج ہو جانے کے بعد اپنی قرأت نہ پر اصرار کرتے ہوئے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ یہاں اس امر کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مُتذکرہ بالا طبقہ اولیٰ میں سے بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنیادی مصاحف کا موجود ہونا ''کتاب المصاحف''[٧] دیگر ماخذوں[٨] میں نقل کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس قرآن حکیم کا اپنا نسخہ تھا حتیٰ کہ مصحف عثمانی کے نافذ و رائج ہونے تک یہ صورت حال برقرار رہی۔ لیکن ان نسخہ جات میں سے کوئی نسخہ اب صفحۂ ہستی پر موجود نہیں ہے۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے جیفری لکھتا ہے: ''ان نسخہ جات میں سے کوئی مناسب مواد باقی نہیں بچا، جس کو پا کر ہم ان میں سے کسی نسخے کے متن کی صحیح شکل دیکھنے کے قابل بن سکتے''[٩]۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود جیفری نے بعض نسخہ جات کو بنیادی قرار دے کر ان میں سے

بعض کو ثانوی نسخہ جات کا مآ خذ ٹھہرایا اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کن ثانوی نسخہ جات کے ڈانڈے کس بنیادی نسخہ سے ملتے ہیں اور کون سا نسخہ کس سے ماخوذ ہے [۱]۔

جیفری اپنی مصحف عثمانی سے قبل کی قرائتوں کی جستجو کے سفر میں ابن شنبوذ (متوفی ۳۲۸ھ) اور ابن مقسم (متوفی ۳۶۲ھ) کا بڑا مداح نظر آتا ہے جنہیں مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل کی غیر قانونی قرار دی جانے والی قرائتوں کو اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا تھا[۱۱]۔

جیفری ابن مجاہد (متوفی ۳۲۴ھ) کا بڑا ناقد ہے کیونکہ اس نے قرآن حکیم کی سات قرائتیں ترتیب دیں[۱۲] اور جو اس رائے کا حامل تھا کہ جائز اور صحیح صرف یہی قرائتیں ہیں اور یہ کہ مصحف عثمانی کی تلاوت کے جائز اور صحیح طریق یہی ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعد کے ماہرین قرأت میں سے بعض نے تلاوت قرآن حکیم کے تین مزید اور بعض نے سات مزید طریقے متعارف کرائے جو کہ ابن مجاہد کی سات قرائتوں پر اضافہ تھے۔ قرأت قرآنیہ کے یہ تمام طریق مصحف عثمانی کی املاء کی بنیاد پر استوار کیے گئے۔ اس ضمن میں قراء کی دلچسپی کا مرکز و محور صرف یہ تھا کہ تلاوت قرآن کے وقت رسم الخط اور وقف کے سوالات کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں الجھنوں کو کس طرح محدود کیا جا سکتا ہے۔

جیفری، مصحف عثمانی کی شاذ کتابت کی منفرد خصوصیات پر بحث کرتے ہوئے انہیں ایسی غلطیاں قرار دیتا ہے جو کہ مصحف عثمانی میں اب تک موجود ہیں۔ وہ الدانی (متوفی ۴۴۴ھ) کو ہدف تنقید بناتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی کتاب ''المقنع'' جو کہ کاتبین قرآن کے لیے کتابت کے بارے میں ہدایات پر مبنی ہے، میں الفاظ قرآن کو اسی طرح لکھنے پر زور دیا ہے جس طرح کہ وہ مصحف عثمانی میں پہلے سے لکھے چلے آ رہے تھے۔

اس سوال کی تفصیل میں جائے بغیر کہ مصحف عثمانی کی ترتیب توفیقی (اللہ کی طرف سے) ہے یا نہیں اس امر کا تذکرہ نہایت ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کے رسم الخط کی صحت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے[۱۳]۔ اس امر کی نشان دہی بھی ضروری ہے کہ مصحف عثمانی کی شاذ کتابت اکثر جگہوں پر غیر قریشی لہجوں پر مبنی ہے[۱۴]۔ کتابت میں اختلاف کی بحث کو ہم یہ کہہ کر ختم کر سکتے ہیں کہ مصحف میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں ''و'' کا اضافہ یا اس جیسے دیگر معمولی ردو بدل پر اس قدر زور نہیں دینا چاہیے اور نہ اس بارے میں غیر معمولی مبالغے

سے کام لینا چاہیے۔ مصحف عثمانی کے رسم الخط کے بارے میں جملہ اعتراضات جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، کا اسی قدر جواب کافی ہے کہ مصحف عثمانی کے امتیازات جنہیں جیفری اور دیگر مستشرقین املاء کی غلطیاں گردانتے ہیں مسلمانوں نے گزشتہ صدیوں کے سفر میں محض اس لیے بحال رکھے کہ املاء کی درستی کے نام پر کہیں تحریف کا دروازہ نہ کھل جائے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ: ''قرآن مجھ پر سات حرفوں میں نازل کیا گیا۔ سات حروف سے مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے سات مختلف طریق ہیں ۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے پہلے مجھے قرآن مجید ایک حرف پر پڑھوایا۔ پھر میں نے بار باران سے اصرار کیا اور یہ مطالبہ کرتا گیا کہ قرآن مجید دوسرے حروف پر بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے وہ یہ اجازت دیتے گئے یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچ گئے ۱۶۔

عربی زبان کی تاریخ میں جزیرہ نما عرب کے مختلف قبائل کے متعدد لہجوں میں میل ملاپ اور باہمی اختلاط سے عربی زبان پر پڑنے والے اثرات کا مطالعہ، ایک پیچیدہ مسئلہ رہا ہے۔ مسئلہ کی اس پیچیدگی کے باعث، نیز اس لیے بھی کہ جیفری مغرب کا باشندہ تھا اور عربی زبان میں مہارت نہ ہونے کی بنا پر اس کی باریکیوں سے آگاہی کی سہولت سے بہرہ ور نہ تھا وہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل مختلف نسخہ جات میں لہجوں کے اختلاف کی وسعت اور ان کے استعمالات کا ادراک نہ کر پایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی متعدد قرأتیں ہیں اور وہ سب کی سب کسی نہ کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہیں تو اس نے مصحف عثمانی کے مقابلے میں دیگر مسودات قرآنی کو سامنے لانے کا فیصلہ کر لیا۔

اختلاف قرأت قرآنیہ میں عربی زبان کے تلفظ اور اس کے مختلف لہجوں کے کردار اور وسعت کو سمجھنے کے لیے ہر لہجے کی تفصیلات میں گئے بغیر صرف اس مسلمہ حقیقت کی طرف اشارہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم مشترکہ عربی زبان **اللغة العربيه المشتركه** میں نازل ہوا۔ یہ مشترکہ عربی زبان وہ زبان ہے جو کہ پورے جزیرہ نما عرب میں سمجھی جاتی تھی۔ اور شاعر اور خطیب اس کو موثر ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کرتے تھے ۱۷۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مشترکہ عربی زبان جو کہ قرآنی تعلیمات کے اظہار کا

ذریعہ بنی اس پر قریشی لہجے کی گہری چھاپ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر یہی سمجھ لیا گیا کہ قرآن حکیم قریشی لہجے میں نازل ہوا ہے[18]۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ جب قرآن حکیم نے عرب کے مختلف لہجوں کا آمیزہ پیش کیا تب وہ ایسی کتاب ہدایت کی صورت میں سامنے آیا جو سب سے زیادہ فصیح، ناقابل تغیر، ایک ضابطہ حیات اور ہر ایک کی کتاب تھی۔ جو بھی اسلام سے وابستہ ہوتا خواہ وہ امی ہوتا یا ایک بدوی یا غیر عرب سب کو اس کی تلاوت کا حکم تھا۔ حدیث سبع احراف اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے[19] کہ جن لوگوں کو قرآن حکیم کا پیغام پہنچایا جا رہا ہو وہ ان کے لیے قابل فہم بھی ہو۔ اس صورت حال میں یہ بات نہایت فطری محسوس ہوتی ہے کہ جن سات حروف (لہجوں) میں قرآن نازل ہوا، مختلف افراد کو ان میں سے ہر ایک کے مناسب حال قرأت کرنے یا مترادف الفاظ (جو سبعہ احراف کے ذیل میں آتے ہوں اور جن کی قرأت کی اجازت دی گئی تھی) استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ بطور خاص اسلامی تاریخ کے ابتدائی سالوں میں اس اجازت کی ضرورت اظہر من الشّمس ہے۔ اس ضرورت کی وضاحت اس ایک مختصر روایت سے ہو سکتی ہے کہ جس کے مطابق ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تھے کہ آپ کے دست مبارک سے چھری گر گئی۔ آپ نے فرمایا: ''ناولنی السکین'' حضرت ابوہریرہؓ سمجھ نہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دہرائی۔ آخر کار حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا ''آلمدیہ ترید''؟ کیا آپ ''مدیہ'' طلب فرما رہے ہیں؟ یاد رہے کہ السکین حجازی لفظ ہے، جبکہ مدیہ ازدی۔ حضرت ابوہریرہؓ ازدی تھے۔ جو ایک حجازی لفظ کو نہ سمجھ سکے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل ہر عرب قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے اپنے لہجے کے علاوہ دیگر الفاظ اور ان کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی پوری استعداد نہیں رکھتا تھا۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ ہر ایک کو اپنے تلفظ اور لہجے کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت بھی تھی۔

جیفری کا یہ دعویٰ کہ ''ابی بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے مسودہ ہائے قرآنی میں سے مختلف قرأتوں کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل وہ حقیقی متن کا اختلاف ہے نہ کہ مختلف

لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف[۲۰]، ظاہر کرتا ہے کہ اختلافی نسخہ جات میں استعمال ہونے والے الفاظ کے بجائے مصحف عثمانی میں اس مفہوم کے دوسرے مترادف الفاظ کے استعمال کو دیکھ کر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوا ہے[۲۱]۔ مزید برآں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی اس اجازت کی حقیقت کو بھی نہیں جان سکا جو آپ نے اپنے ان پیروکاروں کو دی تھی جن کی بڑی تعداد ان لوگوں پر مشتمل تھی جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور بوڑھے اور بدو تھے۔ اور ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے اسلام تو قبول کر لیا تھا مگر وہ عربی زبان سے قطعی نابلد تھے۔ اس واقعہ کو بھی اس ضمن میں بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے جسے صحیح بخاری کی سبعۃ احراف کے متعلق مشہور روایت میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہشام بن حکیم اور حضرعمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے سورۃ الفرقان سنی۔ دونوں نے اس سورۃ کو اپنے اپنے طریقے سے پڑھا۔ آپ نے دونوں حضرات کی قرأت کو درست قرار دیا۔ کیونکہ دونوں نے دو مختلف طریقوں سے قرأت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ قرآن سات مختلف حروف (پڑھنے کے طریقے) پر نازل ہوا ہے آپ ان میں سے اسی طریقے کے مطابق پڑھ سکتے ہیں جس کو آپ اپنے لیے آسان محسوس کریں[۲۲]۔ تاہم جے۔ ڈی۔ پیرسن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں شائع ہونے والے اپنے مضمون ''القرآن'' میں لفظ ''احرف'' کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''حدیث میں اس محاورے کا مطلب غیر معین ہے۔ احرف کی اصطلاح حرف کی جمع ہے''[۲۳] حالانکہ اسلامی ورثے کی اکثر کتب کے علاوہ ابن مجاہد نے بھی اس امر کی صراحت کر دی ہے کہ اس کا مطلب سات قرأتیں ہے[۲۴] خواہ وہ زبان کے مختلف لہجوں سے تعلق رکھتی ہوں یا ایک لہجے کے کسی لفظ کو متعدد طریقوں سے پڑھنے سے متعلق ہوں[۲۵]۔

اس امر کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ جیفری نے غیر تصحیح شدہ نسخہ جات سے جن اختلافی قرأتوں کو نقل کیا ہے ان سب کی اسناد غیر مصدقہ ہیں۔ وہ ایسی محکم اور متواتر اسناد کے ساتھ کوئی ایسی قابل ذکر اختلافی قرأت بھی نہ لا سکا، جس کی سند محکم و متاوتر ہو جیسی محکم و متواتر اسناد کے ذریعے ہم تک صحف عثمانی پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض اختلافی قرأتیں جو ہم تک پہنچی ہیں وہ لسانی اعتبار سے بھی ناممکن نظر آتی ہیں۔ اور بعض اختلافی روایات میں ان کی سند ناممکن الوجود اور محال

ہے۔ جو زمانی اعتبار سے درست تسلیم نہیں کی جاسکتیں یا وہ روایت کے معروف اصولوں کے مطابق نہیں ہے۲۶۔

جیفری مزید اعتراف کرتا ہے کہ ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ سے منسوب اختلافی قرأتوں کے جانچنے کے بعد پروفیسر برجسٹراسر نے بجاطور پر یہ رائے قائم کی: یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کوئی شخص ان نسخوں کو مصحف عثمانی کے مقابلے میں صحیح تر کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا'۲۷۔ پروفیسر برجسٹراسر کی متذکرہ بالا رائے کے علی الرغم جیفری غیر مستند نسخہ جات میں مندرجہ اختلافی قرأتوں کو پیش کرکے صرف ایک مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرأت قرآنیہ اور ان کی تردیج کے ارتقاء کا عمل ثابت کرسکے تاکہ مصحف عثمانی کو سو فیصد الہامی کی بجائے ایسی ارتقائی عمل کی ایک انتہائی شکل قرار دیا جاسکے جیسا کہ وہ لکھتا ہے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۷ میں ''بمثل ما'' کی بجائے ''بما'' پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ جیفری اپنی بات پر اضافہ کرتے ہوئے خیال ظاہر کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ نے ممکن ہے یہ مختلف قرأتیں نیک مقصد کے تحت تجویز کی ہوں''۲۸۔

یہ بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جیفری جب بھی اسلام کے کسی پہلو پر بحث کرتا ہے تو وہ عیسائیت کی مثال اور قالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے اسلام کے بارے میں بات کرتا ہے مثلاً وہ کبھی بھی اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتا کہ اسلام، ابراہیمی ادیان میں سے ایک ہے۔ تاہم وہ بتاتا ہے کہ اسلام بھی عیسائیت کی طرح کا ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی مقدس کتاب رکھتا ہے۲۹۔ جہاں تک عہد نامہ جدید کی تاریخ کا تعلق ہے اس کے بارے میں امریکہ کے مشہور عیسائی تحقیقاتی ادارے جیس سیمینار۳۰ کی جانب سے حال ہی میں شائع کردہ اناجیل خمسہ میں عیسائی محققین رقمطراز ہیں:

> جملہ اناجیل ابتداء بغیر کسی انتساب کے عیسائی دنیا میں رواج پاگئیں یعنی ان کے لکھنے والوں کے نام معلوم نہ تھے۔ تاہم عیسائی مذہبی قیادت نے عیسائیت کی تاریخ کے ابتدائی یام میں مختلف نسخہ ہائے اناجیل کو معتبر ناموں کے ساتھ منسوب کردیا۔ اکثر اناجیل کے مصنفین کے نام محض ظن وتخمین سے رکھے گئے۔ اور ممکن ہے کچھ نسخوں کو معتبر ناموں کی جانب حسن نیت کی بنیاد پر منسوب کیا گیا ہو۔ تاکہ ان نسخوں کو عوام الناس میں پذیرائی مل

سکے۳۱۔

قرآن حکیم کو بائبل کی طرح کی ایک مقدس کتاب قرار دیتے ہوئے جیفری یہ باور کراتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے بھی اچھے مقاصد اور نیک نیتی کے ساتھ متن قرآن میں کچھ تبدیلیاں اور اس کی بہتری کے اقدامات تجویز کر دیے ہوں گے۔ بدقسمتی سے جیفری اس امر کا اندازہ نہیں کر سکا کہ قرآن حکیم کے متن میں کمی بیشی کرنا اسلامی نقطہ نظر سے اتنا بھاری جرم ہے کہ کوئی اس کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بفرض محال کوئی ایک اس کا ارتکاب کر بھی بیٹھتا تو صحابہ کرام کی جلیل القدر جماعت اسے قطعاً برداشت نہ کرتی۔

ہم اس بحث کو درج ذیل نکات کے تحت سمیٹ سکتے ہیں:

(۱) جیسا کہ واضح ہو چکا ہے کہ مختلف عربی لہجوں میں ''ح'' اور ''عین'' کے علاوہ ''الف'' اور ''ق'' کے حروف بھی باہمی طور پر قابل مبادلہ ہیں۳۲، سورۃ الفاتحہ میں مالک کو ملاک، ملک، ملیک پڑھنا ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہیں جو ان سات طریقوں میں شامل ہیں جن کو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور یہ سب کے سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں کہ آپؐ اس لفظ کو دیگر تلفظ اور لہجوں میں بھی ادا کیا کرتے تھے۳۳۔ اگر ان اختلافی قرأتوں کو اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس بار بار تلاوت کی جانے والی سورۃ کی قرأت میں ہرگز کوئی اختلاف نہ کرتے۔ سورۃ الفاتحہ میں ''اھدنا'' اور ''لا'' کے قریبی متبادل الفاظ ارشدنا اور غیر بھی لہجے کے اختلاف پر مبنی ہیں۔ اور ان کا شمار ان الفاظ میں ہوتا ہے جن کی تلاوت کرنے کی اجازت تھی۔ ''متبادل مسودات قرآن'' متعارف کرانے کی دھن میں جیفری اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ دن کی پانچ نمازوں میں سے تین میں آواز بلند پڑھی جاتی ہے۔ اگر یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے خلاف بلکہ ذرہ بھر بھی مختلف ہوتی تو یہ ناممکن تھا کہ اس کی تلاوت جاری رہتی۔ مزید برآں جیفری کسی ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہیں پیش کر سکا جس نے دعویٰ کیا ہو یا یہ رائے ظاہر کی ہو کہ مصحف عثمانی میں درج سورۃ الفاتحہ کسی بھی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کردہ سورۃ الفاتحہ سے ذرہ بھر بھی مختلف ہے۔

(۲) مصحف عثمانی کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلانے کی غرض سے اختلاف قرأت کی

روایات کو کمزور تسلیم کرنے کے باوجود، جیفری، مصحف عثمانی پر اجماع کی حقیقت کو تسلیم کرنے میں بھی لیت ولعل سے کام لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ بعض اختلافی قرأتیں حقیقی ہیں اور مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ان کی تلاوت جائز تھی۔ کیونکہ وہ ان سات قرأتوں میں سے تھیں جن کی اجازت دی گئی تب بھی ''متواتر'' روایات جو کہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوئیں ہر ''خبر احاد'' جو ایک شخص سے دوسرے شخص تک آئیں کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ۳۴۔

(۳) اختلاف قرأت پر بحث کرتے ہوئے جیفری قرآن حکیم کے بذریعہ حفظ (memorization) سینہ بہ سینہ اور نسل درنسل منتقل ہونے جیسے اہم عامل کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے۔ مصحف عثمانی ایسا سرکاری نسخہ نہ تھا جس کو کمیٹی نے تشکیل دینے کے بعد چھپا کر رکھ دیا ہو بلکہ وہ ہر ایک اہل علم کے سامنے تھا۔ سرکاری نسخہ جس کو تاریخ نے ''المصحف الامام'' کے نام سے یاد رکھا ہے کی ایک نقل مدینہ منورہ میں رکھی گئی تھی۔ جبکہ دیگر متعدد نقول اس دور کی اسلامی ریاست کے دیگر شہروں کو بھیجی گئیں تھیں۔ ہزاروں ایسے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے جن کو پورا قرآن پاک نہیں تو اس کا بہت بڑا حصہ حفظ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن حکیم کی تلاوت کے طریقوں کا براہ راست علم تھا۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ کاتبین وحی سمیت ان تمام صحابہ کرامؓ نے جن کے پاس قرآن حکیم کا کامل یا بعض حصہ تحریری شکل میں موجود تھا، اپنے حفظ قرآن کی بنا پر مصحف عثمانی کی قرأت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت قرار دیتے ہوئے اس کی تائید وتصویب فرمائی۔

(۴) ''متقابل مسودات قرآن'' کے متعارف کرانے کی پر جوش سرگرمی میں جیفری اس حقیقت کو بھی نظر انداز کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، کہ اگر چہ تذبذب کے بعد ہی سہی مگر عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی قرأت کو مصحف عثمانی کے حق میں واپس لے لیا ۳۵۔ اور پھر کبھی بھی اس پر اصرار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جیفری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی ایسے بیان کو سامنے لانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا، جس میں انہوں نے مصحف عثمانی کی کسی ایک بھی قرأت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے خلاف قرار دیا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ دوسرے صحابی رسول ہیں جن سے اختلافی قرأت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ منسوب کیا گیا ہے۔ اگر چہ جیفری اعتراف کرتا ہے کہ تمام ثانوی مسودات حضرت

ابن مسعودؓ سے منسوب نسخے سے اخذ کیے گئے ہیں اور حضرت ابیؓ بن کعب کے مسودہ قرآن سے کوئی بھی نسخہ اخذ نہیں کیا گیا۔ اس اعتراف کے باوجود وہ حضرت ابیؓ بن کعب سے منسوب مختلف قرأتوں کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اور اس حقیقت کو پس پشت ڈال دیتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب اس کمیٹی کے ممبر تھے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر قرآن حکیم کو جمع کرنے کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی تھی۔ ایک اور صحابیؓ رسول حضرت علیؓ ہیں جن سے مصحف عثمانی کی تنفیذ سے قبل ایک نسخہ منسوب ہے۔ ان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے مصحف کو نافذ کرنے کے جرات مندانہ فیصلے پر اپنے کامل اطمینان وتشکر کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر عثمان کی بجائے بار خلافت میرے کندھوں پر ہوتا تو یقیناً میں بھی قرآن حکیم کی جمع وتدوین میں وہی کام کرتا جو عثمانؓ نے کیا ہے''۳۶۔

(۵) جیفری اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ قرآن حکیم میں اختلاف قرأت کی بحث زمانہ ما بعد کے الٰہیات، لسانیات اور صرف ونحو کے ماہرین نے ایجاد کی اور اپنے نام اور کام کو اعتماد بخشنے کے لیے اسے دور اولیٰ کی مقتدر علمی شخصیات کی طرف منسوب کر دیا۳۷، پھر بھی آخر دم تک قرآن حکیم کی ''حقیقی قرأت'' کی بحالی کی کوششوں میں مگن رہا۳۸۔ دوسری طرف حال ہی میں دو دوسرے مستشرق جان برٹن (John Burton) اور جان وانس برو (John Wansbroug) کا یہ نتیجہ بھی چشم کشا ہے کہ صحابہ کرامؓ سے منسوب ''متقابل مسودات قرآن'' ہوں یا بڑے شہروں میں پائے جانے والے دیگر نسخہ جات یا پھر انفرادی طور پر بعض حضرات سے منسوب مختلف قرأتیں سب کی سب بعد کے ماہرین علم الاصول اور ماہرین علم اللسان کی ایجاد ہیں۳۹۔ جیفری اس اہم حقیقت کی طرف سے بھی آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ اختلاف قرأت قرآن کے ابتدائی ماخذ ابن ابی وادد (م ۳۱۶ھ) ابن الانباری (م ۳۲۸ھ) اور ابن الاشطہ (م ۳۶۰ھ) ہیں۔ ان تمام بزرگوں نے اختلافی قرأتیں چوتھی صدی ہجری میں نقل کیں۔ ان روایات کے رواۃ متصل ہیں اور نہ ان کی سند قابل اعتماد ہے۔

(۶) آرتھر جیفری اپنے پیش رو مستشرق بیل (Bell) کی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب قرآن حکیم سے اپنی نفرت پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ قرآن حکیم کی جمع وتدوین پر بحث کرتے ہوئے۴۰ بیل (Bell) کی پیروی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جمع وتدوین کی کاوشوں کو ان کی

خالص نجی سعی و کاوش قرار دیتا ہے[۴۱]۔ یہ بات نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے کہ وہ ''مقدمتان'' اور ''کتاب المصاحف'' میں درج اختلاف قرأت پر مبنی روایات کو من وعن صحیح تسلیم کر لیتا ہے مگر انہی کتب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جمع وتدوین قرآن کی خدمت کے بارے میں روایات کو بغیر کوئی معقول وجہ بتائے رد کر دیتا ہے۔ حالانکہ حدیث اور تاریخ کے ماخذوں میں ان روایات کی سند نہایت قوی اور ان کا پایہ استناد بہت مضبوط ہے[۴۲]۔ یہ اسلامی تاریخ کی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جمع و مدون کیا ہوا نسخہ ہی مصحف عثمانی کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۷) مصحف عثمانی کے بارے میں جیفری یہ سمجھنے میں بھی ناکام رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کن اہم مقاصد کے پیش نظر اس بھاری کام کا بیڑا اٹھایا۔ وہ قرآن حکیم میں اختلاف لہجات کی اشاعت کے اثرات کا فہم وادراک بھی نہ کر سکا جن کے بارے میں شکایات کے سبب حضرت عثمانؓ کو اس مسئلے کے حل کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ دیگر شارحین کی طرح ابومحمد مکی القیسیؒ نے بھی اس بات کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو جب قرآن حکیم کے متعدد طریق سے پڑھنے کے بارے میں شکایات موصول ہوئیں تو انہوں نے جس طریق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے اس کو باقی رکھ کر اس کے علاوہ تمام طریق کے مطابق تلاوت قرآن حکیم پر پابندی عائد کر دی۔ باوجود اس کے کہ عہد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اجازت دی ہوئی تھی[۴۳]۔ القیسی کا بیان ہے کہ کم از کم ۱۲ ہزار صحابہ کرام اور تابعین پر مشتمل ایک جماعت نے اس وقت کی اسلامی سلطنت کے طول وعرض میں پھیل کر مصحف عثمانی کے مطابق تلاوت قرآن حکیم سکھانے اور اس کے علاوہ رائج طریقوں سے منع کرنے کی خدمت انجام دی[۴۴]۔ یہ یقیناً ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بھاری تعداد جن میں صحابہ کرام بھی شامل تھے کسی ایسی قرأت قرآن کو رائج کرنے کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے جس کا انتساب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی جانب ہوتا۔

(۸) قرآن حکیم اور اس کی مختلف قرأتوں کو موضوع سخن بناتے ہوئے جیفری اپنے دعوے کے باوجود تنقید و تجزیہ کے اعلیٰ اصولوں کی پابندی نہیں کر سکا۔ اس کی کتاب *The Textual History of Quran* ۱۹۴۶ء میں یروشلم میں شائع ہوئی اور دوسری کتاب *The Quran as a Scripture*

۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔ اس نے پروفیسر برجسٹراسر جو کہ میونخ میں قرآن محل کا بانی تھا اور اس کے جانشین ڈاکٹر اوٹو پریتسل کے ساتھ اشتراک عمل کے باوجود قرآن حکیم کی جمع و تدوین اور دنیا کے مختلف حصوں سے جمع کیے گئے قرآن حکیم کے نسخوں کے متون میں اختلاف کے بارے میں قرآن محل (Archive) کے نتائج تحقیق کو بیان نہیں کیا (کیونکہ یہ نتائج قرآن حکیم کے بارے میں اس کے مقاصد سے ہم آہنگ نہ تھے) یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ قرآن محل اتحادی فوجوں کی بمباری سے تباہ ہو گیا تھا۔ اور پریتسل بھی اس بمباری سے ہلاک ہو گیا تھا۔ تاہم خوش قسمتی سے اس کی وفات سے قبل ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر حمید اللہ کو پریتسل سے بالمشافہ گفتگو کا ایک موقع میسر آ گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پریتسل فرانس کی مختلف لائبریریوں میں موجود قرآن حکیم کے مختلف نسخہ جات کی فوٹو کاپیاں حاصل کرنے کے لیے فرانس آیا[۴۵]۔

ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان ہے کہ پریتسل نے انہیں بتایا:

''اس وقت (یہ ۱۹۳۳ء کی بات ہے) ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں قرآن مجید کے بیالیس ہزار (۴۲۰۰۰) نسخوں کے فوٹو موجود ہیں اور مقابلے (Collation) کا کام جاری ہے''۔ ڈاکٹر حمید اللہ مزید بتاتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سالوں کے دوران مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن حکیم کے ۴۲ ہزار نسخوں کو انہوں نے اس لیے جمع کیا تا کہ وہ متن قرآن کے تضادات کو سامنے لا سکیں۔ تمام دستیاب نسخہ جات کو جمع کر کے ان کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد اس ادارے نے جو ابتدائی رپورٹ جاری کی ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

> اس رپورٹ کے الفاظ یہ ہیں کہ قرآن مجید کے نسخوں میں مقابلے کا جو کام ہم نے شروع کیا تھا، وہ ابھی مکمل تو نہیں ہوا لیکن اب تک جو نتیجہ نکلا ہے وہ یہ ہے کہ ان نسخوں میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں تو ملتی ہیں لیکن اختلاف روایت ایک بھی نہیں[۴۶]۔

جیفری قرآن حکیم کے بارے میں اپنی تحقیقات کے لیے پروفیسر برجسٹراسر اور پریتسل سے اشتراک عمل کا ذکر تو بڑے فخر سے کرتا ہے مگر حیران کن امر یہ ہے کہ وہ اس ادارے کی ابتدائی رپورٹ اور اس کی کارروائی کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے اور اس کا کہیں تذکرہ تک نہیں کرتا۔

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام حضرات بشمول J.D.Pearson جو جیفری کے الہامی

کتب میں قرآن حکیم کے غیر محرف اور غیر متبدل ہونے کی انفرادیت کو جھٹلانے کے مشن کی تکمیل میں بڑی یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ سرگرداں ہیں، انہیں اور ان جیسے دیگر مستشرقین کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ قرآن حکیم کے متن پر اپنے تنقید و تجزیہ کے اعلیٰ اصولوں کا غیر جانبداری کے ساتھ اطلاق کریں۔ اخلاص اور دیانت داری سے ایسا کرتے ہوئے وہ قرآن حکیم کے اس دعوے کی صداقت کا عملی مشاہدہ ضرور کریں گے:

''اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی''(النسآء ۴:۸۲)

اور یہ کہ

''تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں''(الحجر ۱۵:۹)

ماخذ و مصادر

۱-آرتھر جیفری، *The Koran: Selected Suras*، نیویارک ہرتیج پریس ۱۹۵۸ء، ص ۲۰

۲- آرتھر جیفری، *The Quran as Scripture*، نیویارک، رسل ایف-مور کمپنی ۱۹۵۲ء، ص ۱

۳-ایضاً

۴-آرتھر جیفری، *The Quran as Scripture, "The Textual History of the Quran"*، ص ۱۰۳

۵-ایضاً، ص ۱۰۳

۶-آرتھر جیفری بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی طور پر جمع کیے ہوئے نسخہ ہائے قرآن کو ''متقابل نسخہ جات'' کا نام دیتا ہے۔ حالانکہ مصحف عثمانی کے نافذ ہونے کے بعد ایسے نسخہ جات جن حضرات کے پاس تھے وہ انہوں نے واپس لے لیے تھے۔ اس سے متعلق بعض تفاصیل خود جیفری کے تحقیقی کام میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا نسخہ قرآن مصحف عثمانی کے نفاذ کے بعد واپس لے لیا۔ حوالے کے لیے دیکھیے آرتھر جیفری کی کتاب (**مقدمتان فی علوم القرآن**، دوسرا ایڈیشن مکتبہ الخانجی ۱۹۷۲ء صفحہ ۹۵)۔ جے- ڈی پیرسن نے بھی مصحف عثمانی کے نفاذ سے قبل بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی طور پر جمع کیے ہوئے

نسخہ ہائے قرآن کو متقابل نسخہ جات قرار دیا ہے۔ مگر اس میدان میں اس کا زیادہ انحصار جیفری کی کتاب (Materials) پر ہے۔ اس نے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں اپنے مضمون ''القرآن'' میں اختلاف قرأت قرآنیہ کے موضوع پر جیفری کی کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ حوالے کے لیے دیکھیے لائیڈن: ای - جے- بریل، ۱۹۸۱ء، جلد ۵، ص ۴۰۶-۴۰۸

۷- ابن ابی داؤد کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں قرآن حکیم کی جمع و تدوین کا شرف حاصل ہوا۔ ابن ابی داؤد نے ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کو جیفری نے ''متقابل نسخہ جات'' کے حامل بنا کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ ابن ابی داؤد نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان دس اصحاب کے پاس تحریری شکل میں الگ الگ قرآن کے نسخے تھے۔ ابن ابی داؤد ان حضرات کی جانب منسوب مختلف قرأتوں کو ''مصحف'' کے عنوان کے تحت بیان کرتا ہے۔ اور وہ جمع القرآن (اس نے قرآن جمع کیا) کا پیرایہ ان حضرات کے لیے بھی استعمال کرتا ہے جنہوں نے قرآن کریم یاد کر رکھا ہو۔ (دیکھیے: ابن ابی داود، کتاب المصاحف، ص ۵، ۱۰، ۵۰ تا ۸۷)۔ ابن ابی داود نے اس بات کو یہ کہہ کر اور واضح کر دیا کہ اس نے لفظ مصحف کو حرف یا قرأت کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ تاکہ اس کی بیان کردہ مختلف قرأتوں کا کسی باقاعدہ تحریری نسخہ سے ماخوذ ہونے کا گمان نہ ہو دیکھیے: آرتھر جیفری، Materials، ص ۱۵۔

۸- حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کی جمع و تدوین قرآن کی خدمات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر حمید اللہ خطبات بہاولپور، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (پاکستان)، ۱۴۰۱ھ، ص ۳-۲۹

۹- آرتھر جیفری، *Materials for the History of the Text of the Quran*، لائیڈن: ای جے بریل ۱۹۳۷ء، ص ۱۰

۱۰- جے ڈی پیرسن، *The Encyclopaedia of Islam*، ص ۴۰۷

۱۱- آرتھر جیفری، Materials، ص ۱-۳

۱۲- یہ سات قرأتیں درج ذیل حضرات کی طرف منسوب ہیں: نافع، (متوفی ۱۶۹ھ از مدینہ منورہ)، ابن کثیر، (متوفی ۱۲۰ھ از مکہ معظمہ)، ابن عامر، (متوفی ۱۱۸ھ از دمشق)، ابوعمرو، (متوفی ۱۵۴ھ از بصرہ)، عاصم، (متوفی ۱۲۸ھ از کوفہ)، حمزہ، (متوفی ۱۵۸ھ از کوفہ) اور کسائی، (متوفی ۱۸۹ھ از کوفہ)۔

۱۳- مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: لبیب السعید، *The Recited Quran* ترجمہ: برنارڈ ویس، ایم اے روف اور مور برجر- پرنسٹن، نیوجرسی، دی ڈارون پریس ۱۹۷۵ء، ص ۴۵-۵۰

۱۴-ایضاً،ص۴۹-۵۰،۱۳۹

۱۵-البخاری الصحیح، مترجم محمد محسن خان، الریاض مکتبہ الریاض الحدیثہ ۱۹۸۱ء، جلد ۶، ص ۴۸۳

ابن جریر طبری، تفسیر طبری، قاہرہ دار المعارف ۱۹۴۶ء، جلد اول، ص ۳۲

آرتھر جیفری، مقدمتان، ص ۲۰۷-۲۳۴، ۲۶۴-۲۷۳

۱۶-ایضاً،ص ۸۲-۴۸۱

۱۷-عبدالواحد وانی، فقۃ اللغۃ، قاہرہ آٹھواں ایڈیشن، ص ۱۰۸

ابراہیم انیس، فی اللهجات العربية، قاہرہ ۱۹۶۵ء، ص ۴۰

۱۸-اس عنوان کے مباحث عربی لغت کی مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں پورے ایک باب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

۱۹-تفصیل کے لیے دیکھیے: آرتھر جیفری: مقدمتان، ص ۲۲۹-۲۳۰

۲۰-آرتھر جیفری، *The Quran as Scripture*: "The Textual of the Quran"، ص ۹۷

۲۱-اکثر جگہ پرانے نسخہ جات میں استعمال ہونے والا الفاظ مصحف عثمانی کے الفاظ سے محض ظاہری طور پر مختلف یا مترادف ہیں۔

۲۲-البخاری الصحیح: جلد ۶، ص ۴۸۳-۴۸۲

۲۳-جے-ڈی پیرسن، *"Al-Kuran"*، دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ص ۴۰۸

۲۴-ایضاً، ص ۴۰۹

۲۵-تفصیل کے لیے دیکھیے: آرتھر جیفری، مقدمتان، ص ۲۱۸-۲۳۰

۲۶-آرتھر جیفری، *Materials*، ص ۱۶

۲۷-ایضاً

۲۸-ایضاً

۲۹-آرتھر جیفری، *The Quran as Scripture*، ص ۱

۳۰-Roy W. Hoover، Jusus Seminar اور Robret W. Funk نے نیویارک کے مشہور زمانہ پبلشر Macmillan کے ذریعے ۱۹۹۳ء میں *The Five Gospels* کے نام سے عہد نامہ جدید کو از سر نو شائع کیا ہے جس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ عہد نامہ جدید میں جو کچھ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کیا گیا ہے اس

میں سے زیادہ سے زیادہ بیس فیصد ہی آپ کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے باقی سب تحریف اور من گھڑت ہے۔

۳۱-ایضاً،ص۲۰

۳۲-مثلاً سورۃ المرسلات کی آیت نمبر ۱۱ میں ''افتت'' کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ''وقت'' پڑھنا منقول ہے۔آرتھر جیفری:مقدمتان،ص۱۰۷

اسی طرح ''وجوہ'' اور ''اجوہ'' میں بھی واو اور ''الف'' قابل مبادلہ حروف ہیں،دیکھیے:ابن منظور، **لسان العرب**،جلد دوم،ص۱۰۷-۱۰۸(مادہ:وق ت)

۳۳-ابن خالویہ، **اعراب تلثین سورۃ من القرآن الکریم**،ص۲۲-۲۴

۳۴-تفصیل کے لیے دیکھیے:آرتھر جیفری،**مقدمتان**،ص۳۸

۳۵- آرتھر جیفری،**مقدمتان**،ص۴۳

۳۶-ابن ابی داؤد، **کتاب المصاحب**،ص۲۳

۳۷-آرتھر جیفری:Materials،ص۲،۱۵

۳۸-ایضاً،ص۱۶

۳۹- جے- ڈی پیرسن:"Al-Kuran"، دی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام،ص ۸ - ۴۰۷،مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:جان برٹن،*The Collection of the Quran*،کیمبرج ۱۹۷۷ء،ص۱۹۹-۲۱۲

جان وانس برو،*Quranic Studies: Sources, Methods of Scriptual Interpretation*، آکسفورڈ ۱۹۷۷ء،ص۴۴-۴۶،۲۰۲-۲۰۷

۴۰-مثلاً دیکھیے:منٹگمری واٹ،*Bell's Intriduction to Quran*،ایڈن برگ ۱۹۷۰ء،ص۳

۴۱-آرتھر جیفری،*Materials*، ص۶-۷

۴۲-مثلاً دیکھیے:**البخاری الصحیح**،جلد۶،صفحات ۴۷۶-۴۸۰

۴۳-ابومحمد القیسی ، **الابانہ**،ص۹۶-۹۷

۴۴-ایضاً،ص۲۲-۲۳

۴۵-محمد حمید اللہ:**خطبات بھاولپور**،ص۱۵-۱۶

۴۶-ایضاً،۱۵-۱۶

(ترجمہ:علی اصغر سلیمی مطبوعہ *فکر و نظر*،مارچ ۱۹۹۷ء)